مثنوی دلستان

موسوم بہ

مثنوی بلگرام

از تصنیف لطیف

شاعر نازک خیال و سخنور شیریں مقال جناب مولوی سید وارث حسین صاحب
بلگرامی وکیل المتخلص بہ عدیل سلمہ اللہ رب الجلیل

باہتمام سید حیدر رضا



مطبع انوار الاسلام حیدرآباد دکن میں طبع ہوئی

۵۰۰ جلد

فہرست مضامین مثنوی دلستاں المعروف بہ مثنوی بلگرام

مہر و دستخط خاص تقدس مآب عالم متقی فاضل لوذعی مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ مجتہد
مدظلہ العالی

باسمہ سبحانہ ولہ الحمد

مخفی و محتجب نماند کہ این منظومہ موسومہ بہ بستان ملقب بہ مثنوی بلگرام مشحون بواقعات صحیحہ مشحون بہ نقل و حکایات فصیحہ مبنی بہ نصائح شافیہ و مواعظ کافیہ بعنوان شائستہ و بیان لائقہ مشتمل بعقائد حقہ از تصانیف سیادت پناہ و نجابت دستگاہ رفیع الدودمان شاعر شیرین بیان مولوی سید وارث حسین صاحب سلمہ الوہاب کمیل بلگرامی متخلص بہ عدیل واقعاً بے عدیل از نظم گذشت مطالعہ اش خالی از فوائد و مصالح دنیوی و اخروی نیست واللہ موفق و المعین۔

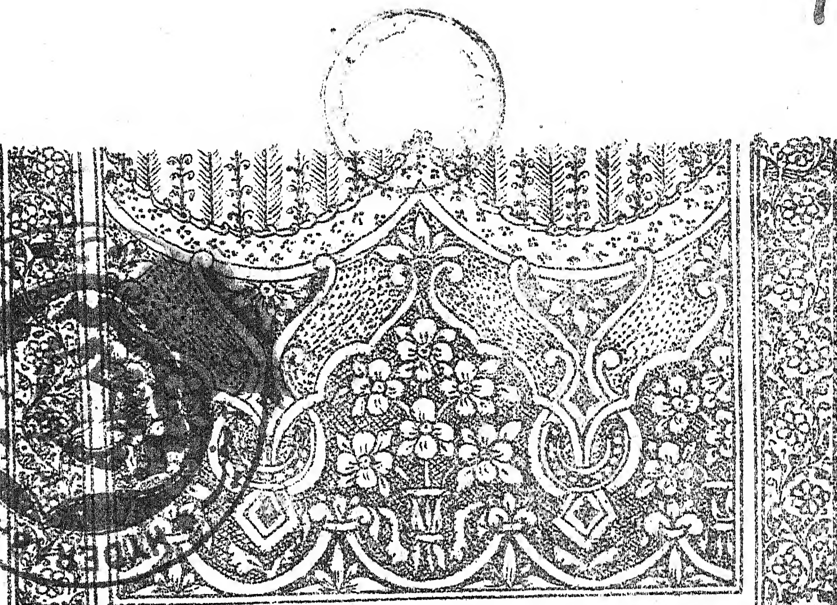
مہر
علی نقی الحسینی

شرح دستخط
جناب مولوی سید علی نقی صاحب نجفی مدظلہ

اطلاع:- مطبع ہذا سے کتاب ہذا بقیمت فی جلد ۸ ملسکتی ہے محصول ڈاک ذمہ خریدار۔
مدرسہ اسماعیلیہ [illegible] ۔ مرادآباد گرداران کی [illegible] صدر دار کے مہتمم صاحب

نوٹ:- کوئی صاحب بلا اجازت طبع کا قصد نہ فرمائیں۔ رجسٹری شدہ





بسم اللہ الرحمن الرحیم

کس زباں سے حمدِ خالق ہو ادا — بندۂ عاجز کجا خالق کجا
ایک نقطۂ کن سے پیدا کر دیا — سارے عالم کو ہویدا کر دیا
خاک کو پانی پہ قائم کر دیا — بار پھر کوہِ گراں کا دھر دیا
جن و انساں اور ملک پیدا کیے — چاند سورج اور فلک پیدا کیے
ہیں مخالف چار عنصر پر ملا — رابطہ باہم ان میں خالق نے دیا
جسم کو حکمت سے پھر پیدا کیا — روح کو قالب پہ پھر شیدا کیا
آدمؑ و حواؑ کو پھر ظاہر کیا — باغ جنت ان کے رہنے کو دیا
اکل گندم سے پھر برباد ہوئی — آ گئے دنیا میں آبادی ہوئی
عابد و ابرار و زاہد متقی — نسل آدمؑ سے ہوئے صد ہا نبی

نعت حضرت سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ

کر رقم اب نعت شاہ انبیا — خاتمہ جن پر نبوت کا ہوا
نام ہے جن کا محمد مصطفےٰ — ہیں حبیب خالق ارض و سما
باعث ایجاد عالم مصطفےٰ — نور ایماں فخر آدمؑ مصطفےٰ

رحمت خلاق نور کبریا
مظہر آیات و اسرار خدا

انبیائے ماسلف کے پیشوا
رائج اسلام ہادی رہنما

آپ پر نازل ہوا قرآن بھی
جو ہمارا دین بھی ہے ایمان بھی

معجزہ معراج کا مشہور ہے
عقل انساں جس جگہ مجبور ہے

مدح اصحاب رسول مقبول

وہ صحابی ہیں رسول اللہ کے
جنکی پیش حق ہیں اعلے مرتبے

تھے جو انصار و مہاجر نیکنام
رحمت خالق ہو ان پر صبح و شام

تھے وہ غازی اور نمازی متقی
نصرت اسلام کی اور جان دی

مدح حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام

اے قلم اب مدح کر اس کی رقم
ہے جو شاہ اولیا و الاہم

سلسلہ جن سے ولایت کا ہوا
ہے لقب ان کا علی مرتضیٰ

سرکشوں کو جس نے حیراں کر دیا
کفر کی بستی کو ویراں کر دیا

زلزلہ ملک عرب میں پڑ گیا
سر کیے کفار کے تن سے جدا

ان کے فاتح ہیں علی با زیب و زیں
خیبر و خندق احد بدر و حنین

خانۂ کعبہ میں جو پیدا ہوا
معبد میں اژدر کو دو ٹکڑے کیا

راہ میں سائل ہوا اک آشکار
بخش دی فی الفور اونٹوں کی قطار

طاعت حق میں انگوٹھی کی عطا
شان میں آیا ہے جنکے ہل اتیٰ

حکم خالق سے وصی اپنا کیا
احمد مرسل نے با صدق و صفا

بستر احمد پہ با حکم خدا
سو گیا بے خوف شیر کبریا

مثل ان کا کون ہے بعد از نبیؐ
کیا بیاں اوقیٰ سے ہو وصف علیؑ

نسل سے ان کے ہوئے گیارہ امامؑ
متقی ہادی سخی ذی احترام

بارہواں وہ ہے امام پیشوا
غیبت کبریٰ ہے جسکا واقعا

منقبت حسین ابن علی علیہ السلام

منقبت لکھتا ہوں اس مظلوم کی
کربلا میں جس کی دولت لٹ گئی

میرا آقا ہے حسین ابن علی
حال دل میرا ہے اس پر منجلی

عرض ہو اب یہ مری مولا قبول
کربلا پہنچے کہیں پھر دل ملول

آپ ہیں فرزند زہرا و علی
ہاشمی عالی نسب جان نبی

آپ ہیں کان سخا جود و کرم
آپ ہیں اہل علا والاہمم

آپ سا آقا ہو جس کا وہ غلام
مبتلائے غم رہے ہر صبح و شام

زندگی اب تو مری برباد ہے
یا حسین ابن علی فریاد ہے

ہو مرا بستر بھی خاک کربلا
اور مدفن ارض پاک کربلا

خاتمہ بالخیر ہو ہے یہ دعا
آپ پر ظاہر ہے باقی مدعا

ذکر اعلیحضرت بندگان عالی متعالی والی حیدرآباد دکن دام اللہ ملکہ و اقبالہ

شہر ہے یہ حیدرآباد دکن
جمع ہیں یہاں ہر طرح کے اہل فن

شہر بھی وہ شہر جو گلزار ہے
مثل غنچے کے ہر اک بازار ہے

دو برس میں کچھ کا کچھ نقشہ ہوا
بن گئے ہیں قصر شاہی جابجا

ذکر گر میں اک عمارت کا کروں
ایسی ایسی مثنوی نو دس لکھوں

بندگان عالی گردوں اساس
والی ملک دکن جو حق شناس

پاک طینت نیک عادت ذی وقار
ہے لقب ان کا حضور نامدار

عدل سے ان کو ہمیشہ کام ہے
میر عثمان علی خان نام ہے

خوش ہے خلقت راحت و آرام سے
سکہ و خطبہ ہے ان کے نام سے

ہے قصاص و قید کا سب اختیار
فوج ہے باقاعدہ اور ہوشیار

ماہرانِ جنگ بھی سب دنگ ہیں — فوج کے کرنل سر افسر جنگ ہیں
اور اے ڈی سی۔ سے بھی ہیں یہ نامدار — خیر خواہ سلطنت اور جاں نثار
قدردانی اس سے ظاہر صاف ہے — کاملِ ہر علم و فن اسٹاف ہے
قدر علم و فن کی ہے اک یہ دلیل — ہیں حضوری میں جلیل احمد جلیل
شہ فلاحِ ملک بھی پیشِ نظر — شاہ ہے بیدار دیواں باخبر
سب رعایا مطمئن دل شاد ہے — کوسوں میلوں شہر یہ آباد ہے
رات دن بجلی ہے ہر اک راہ میں — سیکڑوں موٹر ہزاروں سیکلیں
ڈاکٹر خانے ہیں صدہا مدرسے — خاص بلدہ میں ہیں اکثر محکمے
روشنی بجلی کی ہے اس کے سوا — نل بھی پانی کے ہیں جاری جابجا
زیرِ تعمیر اک بنا تالاب ہے — واقعی بے مثل ہے نایاب ہے
قدرداں ہے شاہ اور جوہر شناس — معدنِ علم و سخا گردوں اساس
یا الٰہی تا ابد قائم رہیں — شاہ با ملک و حشم دائم رہیں

ذکر دیوان دکن

اے قلم اب وصفِ دیواں کر رقم — مختصر دس پانچ بیتیں کم سے کم
ذی حشم یوسف علی خاں نامدار — صاحبِ جود و عطا عالی تبار
عادت و خلقت میں ہے دادا کا رنگ — ہے خطابِ جد انہیں سالار جنگ
نیک عادت نیک خصلت نیک ذات — ہیں یہ دیوانِ دکن والا صفات
خاندانی ہیں ہمیشہ کے امیر — ہیں وزیر ابن وزیر ابن وزیر
روشنی ہے خلق میں با یکدگر — شاہ ہے شمس الضحیٰ اور یہ قمر
افتخارِ حیدرآباد دکن — قدردانِ باہنر ہر علم و فن
میں دعا کہتا ہوں سب آمیں کہیں — حل ہو ارماں دل میں جو سب کے رہیں

ذکر معین المہامی و دیگر عہدہ داران و امراء

پانچ ہیں اس ملک کے نامی وزیر
لائق و فائق ہیں سب نام خدا
مختصر ان کا بیاں کرتا ہوں میں
باخبر نواب فخر الملک ہیں
کوتوالی اور عدالت کے وزیر
عادل و منصف مزاج و بردبار
آپ کی چھ لاکھ کی جاگیر ہے
خدمت و منصب ہے اور جاگیر ہے
نامور مسٹر گلینسی باوقار
ہیں فینانس کے وزیر نیک نام
جو امور مذہبی کے ہیں وزیر
اقربائے شاہ سے ہیں بالیقیں
نامور نامی ولی الدین خاں
صیغۂ افواج کے ہیں یہ وزیر
اسم عالی ہے تلاوت پاک ذات
ہیں وزیر پنجمی یہ نامدار
ہیں یہ صاحبزادہ والا شان
ہے صفائی اور تعمیرات سب
معتمد بھی پانچ ہیں اس کے سوا
مال کا صیغہ بھی ہے سب میں جدا

جن سے واقف ہے ہر اک برنا و پیر
نامزد ہر اک کے ہیں صیغے جدا
نام اور عہدہ عیاں کرتا ہوں میں
نامور نواب فخر الملک ہیں
تجربہ میں فرد دانش میں شہیر
ہیں امیر ابن امیر نامدار
اور محلہ صاحب تدبیر ہے
ہیں سخی فیض ان کا عالمگیر ہے
تجربہ کار و عقیل و ہوشیار
مقتدر عادل تدبر لا کلام
وہ مظفر جنگ نامی ہیں امیر
کیبنٹ کونسل کے تھے رکن رزین
خاندان ان کا ہے مشہور جہاں
ورثہ داری پائیگاہ بے نظیر
جزو آخر ہے علی والا صفات
اور نظیر اپنی ہیں خود یہ باوقار
ذی خرد فاضل مدبر خوش بیاں
ان سے وابستہ طبابت بھی ہے اب
اک بڑا دفتر ہے ہائی کورٹ کا
دس کی پھر شاخیں بھی ہیں بے انتہا

پیشکارِ شاہ جو دلشاد ہیں — وہ مہاراجہ کشن پرشاد ہیں
خدمتِ بالا کی سنلو ماہوار — سکہ محبوبیہ ہیں چھ ہزار
ان کی اب چھ لاکھ کی جاگیر ہے — جس میں شامل خلق کی تقدیر ہے
خانہ زادی رازدارِ مملکت — خیر خواہ و جاں نثارِ مملکت
ہے جو صرف خاص پہ فضلِ احد — رائے مرلیدھر ہیں اس کو معتمد
انتظامی مادہ ہے لاجواب — تجربہ کار اکملِ علمِ حساب
پاک سب جھگڑوں کو یکسر دیا — مثلِ آئینہ کے دفتر کر دیا
ان کے بحرِ فیض سے دریا خجل — ذی خرد محتاط منصف رحمدل
کچھ محاصل ہی نہیں ہے اختصاص — ہے کروروں کا علاقہ صرف خاص
مثلِ صوبہ کے محاصل اسکا ہے — صرف حبیبِ خاص حاصل اسکا ہے
ساٹھ اَم نسٹھ لاکھ کی ہے پائیگاہ — جو کہ ہے اب زیرِ نگرانی شاہ
تین حصوں میں اسے کرلو شمار — اک ولی الدین خاں ہیں ورثہ دار
دوسرے صاحب معین الدینخاں — رحمدل فیاض مشہورِ جہاں
تیسرے نواب لطف الدینخاں — ورثہ دارِ پائیگہ ہیں ہمگیاں
ہیں امیروں میں بہت یہ نامور — خان خانانِ بہادر خوش سیر
صاحب جاگیر زہد و اتقا — ان پہ فیاضی کی ہے بس انتہا

سببِ تصنیف

دل کے بہلانے کو لکھی یہ کتاب — کیا عجب حاصل جو ہو اجر و ثواب
واقعہ اپنا کروں کیا عرض حال — فرطِ غم سے اس کا کہنا ہے محال
مجھ کو خالق نے دئے فرزند تین — مہ لقا خوش خلق دانشور متین
ان میں جو چھوٹا تھا کنو نام تھا — مجکو ان سب میں اسی سے کام تھا

نام تاریخی بھی تھا اختر حسن
سارے بچوں سے نرالہ تھا چلن

عمر بارہ سال کی تھی گو قلیل
عقل میں اخلاق میں تھا بے عدیل

سامنے میرے مرا دم توڑ کر
چل بسا جنت میں مجھکو چھوڑ کر

لڑکیاں دونوں جواں تھیں مر گئیں
دل کو زخمی گھر کو ویراں کر گئیں

دو برس میں سب یہ ویرانی ہوئی
در بدر پھر پھر کے حیرانی ہوئی

رات دن اس غم میں بس رہتا ہوں میں
دل پہ داغ ہجر کو سہتا ہوں میں

دل کی حالت کو بتاؤں کس طرح
داغ دل اپنا دکھاؤں کس طرح

چرخ کج رفتار نے کرکے ستم
آنکھ کو رونا سکھایا دل کو غم

اندرونی غم سے یہ حالت ہوئی
درد سر کی رات دن عادت ہوئی

درد سر آخر میں چکر ہو گیا
انتظام عقل ابتر ہو گیا

کان بھی اک دفعتاً بہرہ ہوا
ہے قدم اب ضعف سے ٹھہرا ہوا

زندگی سے اپنی میں بیزار ہوں
زخم دل سے عاجز و ناچار ہوں

خار غم دل میں کھٹکتا ہے بہت
قلب مضطر اب پھڑکتا ہے بہت

رنج سے مجھکو نہ کوئی کام تھا
مشغلہ ہنسنے کا صبح و شام تھا

ہر گھڑی دل عیش سے گلزار تھا
رونا ماہ غم میں بھی دشوار تھا

ہے مرے عصیاں کی یہ ساری سزا
واقعہ جو صاف تھا وہ کہہ دیا

ذکر علماء اعلام بلگرام

ایک قصبہ ہے بنام بلگرام
خطہ یونانیاں ہے لا کلام

عقل میں اور علم میں تھا بے نظیر
جانتے تھے کل ہنر برنا و پیر

نامور عالم تھے آزاد و جلیل
جن کی تصنیفات ہیں سب بے عدیل

مولوی تھے ایک کرار علی
عالم و فاضل نمازی متقی

عالم و زاہد طبیب و منطقی
سید احمد حسن گردوں ثبات
علمِ مجلس میں تھے یکتائے زماں
تھے رئیس وقت یہ ذی احترام
صاحبِ اخلاق بھی دل شاد بھی
تھے چچا ان کے علی تھا جن کا نام
صاحب ثروت تھے یہ عالیجناب
عالم و فاضل تھے مشہورِ جہاں
ذیل میں جو کچھ بیاں کرتا ہوں میں
مولوی سیّد علی جنّت مقام
جرمنی۔ انگلش۔ فرنچ و مرہٹی
ان کو تھا مرغوب علم سنسکرت
اور لاطینی و بنگالی زبان
تھی مہارت ان کو ہر اک علم میں
آفتاب علم تھے یہ بے گماں
سیّدِ احمد سا نامی روزگار
قدر سا شاعر ہوا پیدا کہاں
احمد ناٹک ہوئے پیدا یہاں
سید محسن علی نیک ذات
حیدر آباد دکن کے عہدہ دار
اسم نامی جنکا ہے سید امیر

اسم نامی مولوی سید تقی
منشی و فاضل مقررِ لاجواب
تھے تدبر میں یہ مشہورِ جہاں
فخرِ ہنتیم بلکہ فخرِ بلگرام
تھے پھوپھا بھی مرے اور استاد بھی
اور حسن تھا جنرو ثانی لاکلام
تھا کتب خانہ بھی ان کا لاجواب
ایسی فردیں خلق میں ہیں اب کہاں
بعد تحقیق اب عیاں کرتا ہوں میں
جانتے تھے دس زبانیں لاکلام
ترکی و تازی زبانِ فارسی
جانتے تھے خوب علم سنسکرت
تھے یہ ان علموں کے عالم بیگماں
تھے نظیر اپنا یہ علم و حلم میں
ایسے سیّارے زمیں پر ہیں کہاں
جنکے تصنیفات بھی ہیں بے شمار
جانتے ہیں جنکو سب پیر و جوال
علم موسیقی میں مشہورِ جہاں
صاحبِ جود و کرم والا صفات
افسرِ صدر عدالت ذی وقار
اور حسن ہے نام کا جنر و اخیر

میرے ماموں تھے بہ اصل بلگرام
تھے مددگار عدالت نیکنام

بعض ان میں پیر تھے بعضے جوان
چل بسے یہہ سب کے سب سوئے جناں

قصہ سید دلیر علی بلگرامی

چار کہتے ہیں زنسل صغروی
سید بدرے نبی ہاشم زئی

اور خلیل نامور اعلےٰ مقام
تھے رئیس وقت یہہ سب نیک نام

نسل ہاشم تھی زیادہ اسقدر
اک محلہ میں نہ تھی سب کی گزر

اس قدر کثرت سے نسل انکی بڑھی
منڈئی آباد آخر میں ہوئی

نسل سے ہاشم کے تھے اک ذی وقار
نام تھا سید دلیر نامدار

تھے یہہ باڈی گارڈ صوبہ خوش سیر
تھی رئیس وقت کی اچھی نظر

سات سو تھے بلگرامی لا کلام
ہوگئے وہ مرشد آبادی تمام

مختصر یہہ ہے لڑائی جب ہوئی
فوج کی ان پر چڑھائی جب ہوئی

خون تھا سب ایک تھے اکثر جوان
کیا کروں ان کی شجاعت کا بیان

ہوگئے حق نمک سے سب ادا
سات سو نے جان کی اپنی فدا

جب خبر پہونچی یہہ سوئے بلگرام
ٹوکرے دو بھر گئے نتھ سے تمام

باعث ویرانی بلگرام

حال موجودہ بیاں کرتا ہوں میں
حالت قصبہ عیاں کرتا ہوں میں

کچھ بشوق نوکری باہر گئے
کالرہ طاعون سے کچھ مر گئے

مختلف شہروں میں ہیں کچھ نیک نام
ہیں بہت پورب میں اہل بلگرام

سب میں ہے حب وطن اب بھی ضرور
گو وطن سے منزلوں رہتے ہیں دور

پوچھنے گچھنے کی عادت ہے ضرور
ہم وطن سے اپنے الفت ہے ضرور

بخت قصبہ اس سبب سے سو گیا
جو گیا جس جا وہیں کا ہوگیا

ذکر مولوی سید حسین نواب عماد الملک بہادر بلگرامی

نامور باقی ہیں جو اہل کمال ۔ مختصر لکھتا ہوں اب کچھ انکا حال
مولوی سید حسین ذی وقار ۔ معدن علم ادب عالی تبار
صاحب اقبال قسمت کے دھنی ۔ علم سے سینہ قوی اور دل غنی
کونسل لندن کے ہیں رکن رکین ۔ تھے وزیر ہند کے ہم نشیں
اس سے پہلے کس کو یہ رتبہ ملا ۔ پایا یہ عہدہ کسی نے کب بھلا
جاہ و حشمت کے یہ ہیں ماہ منیر ۔ ہیں یہ دیوان دکن کے اب مشیر
ان کو خالق نے کیا ہے باوقار ۔ علم انگریزی میں ہیں کھرتا مدار
ہر صفت داخل ہے ان کی ذات میں ۔ مثل اپنا خود ہیں یہ ہر بات میں
ختم کرتا ہوں بیاں اس بات پر ۔ ہے ترقی ختم ان کی ذات پر
چار ہیں فرزند ان کے نامدار ۔ صاحب خلق و مروت ذی وقار
سید ہاشم ہیں زین العابدیں ۔ اور عقیل نامور دانا متیں
سب سے چھوٹے ہیں پسر مہدی حسین ۔ جنمیں ہے خلق حسن خوئے حسین
سب کے سب عہدہ ور ہیں ذی احترام ۔ ان میں دو محسن ہیں میرے لاکلام
تین ہیں بھائی بھی ان کے نیک نام ۔ ایک بدر الدین حسن ذی احترام
دوسرے سید محمد نامدار ۔ تیسرے سید حسن والا تبار
علم کی دولت سے ہیں سب بہرہ مند ۔ خوبیاں ان کی ہیں خلقت کو پسند
ایسے نامی خلق میں ہوتے ہیں کب ۔ ہیں وظیفہ یاب سرکاری یہ سب
علم ہے میراث ان کی لاکلام ۔ لڑکیاں لکھی پڑھی اور نیک نام
علم انگریزی و اردو و فارسی ۔ ہے زبان انگلش بھی گویا مادری

ذکر کمال دیگر اہل بلگرام موجودہ

مثنوی دلستان موسوم بہ مثنوی بلگرام

حافظ عبد الجلیل نامدار — بلگرامی نامور عالی تبار
ساکن بارہ سرہ عالی نسبت — شاعری بے مثل والا مرتبت
ناظم تاریخ یکتائے زمان — تجربہ کار و مقرر خوش بیان
بلگرامی منشی سید علی — ہے حسن کا لفظ جزو آخری
منشی بے مثل خوش تقدیر ہیں — کہنہ پرور صاحب تدبیر ہیں
مال و زر جو کچھ ہے خالق کا دیا — قوت بازو سے خود پیدا کیا
ان کی سب اولاد بھی خوشحال ہے — عقل کی دولت سے مالامال ہے
ان کے اک فرزند ہیں سید امیر — اور علی ہے اسم کا جزو اخیر
ہیں وہ بیرسٹر ولایت کے بی اے — امتحاں دو تھوڑی مدت میں دیئے
صاحب اخلاق و ذی جود و سخا — خلق کے ہمدرد ہیں بے انتہا
سید احمد علی نیک ذات — منجھلے یہ فرزند ہیں والا صفات
قوم کے دل سے سدا ہمدرد ہیں — علم و حکمت میں یہ یکتا فرد ہیں
کیا کروں ان کی طبابت کا بیاں — ہیں یہ جالینوس بقراط زماں
ان کو خالق نے دیا دست شفا — ہو گیا ان تک جو آیا مدعا
ہے مطب ان کا نہایت دلپذیر — خلق میں ممدوح ہیں یہ بے نظیر
اک دواخانہ بھی ہے ان کا کھلا — رات دن تقسیم ہوتی ہے دوا
سب کے مسکن کا یہ ہے پورا پتا — حیدرآباد دکن دار الشفا
جوش سا شاعر ہے موجود جہاں — مانتے ہیں جنکو سب پیر و جواں
مولوی سید حسن ہے ان کا نام — بلگرامی ہیں یہ شاعر کا کلام
صاحب علم و ہنر ہیں نیک ذات — نام سے ظاہر ہیں خود خلق و صفات
اسم ہے سید وزیر نامدار — جزو آخر ہے حسن عالی تبار

عالم و زائر ہیں یہ عالیجناب — خلق پر احساں ہیں ان کے بیحساب
پاپہر انگلش وظیفہ خوار ہیں — بلگرامی ہیں یہ ممبر دار ہیں

ذکر کمال مولوی میر شاکر علی صاحب

سید شاکر علی والاصفات — باکمال و بے نظیر و نیک ذات
میرے ہم مکتب بھی ہیں اور ہم سبق — ہو گئے یکجا یہاں بھی شکر حق
ابتدائے عمر سے تا انتہا — آجتک رنجش نہ کچھ جھگڑا ہوا
نیک ہیں نامی ہیں خوش اوقات ہیں — بارہہ کے سید السادات ہیں
خوشنویسی میں نظیر انکا نہیں — ایسے اکمل خلق ہوتے ہیں کہیں
ایک ہی چاول پہ سورہ حمد کا — لکھدیا از ابتدا تا انتہا
ہسٹری پوری ہے انگلستان کی — خوش خطی ہیں اور صنعت میں لکھی
برگ و شاخ و طائر و بیخ و شجر — ہے عبارت میں یہ سب پیش نظر

شجرہ خاندان مصنف

ہم بھی ہوں از ساکنان بلگرام — سید صغرا ہے میرے جد کا نام
اسم ہے سید محمد نامدار — عرف ہے مشہور صغرا ذی وقار
نام ہے وارث حسین خاکسار — ہفتمیں کنبہ میں ہے میرا شمار
مختصر شجرہ بیاں کرتا ہوں میں — خاندان اپنا عیاں کرتا ہوں میں
بدر دین[1] و ہیتیم[2] صدر جہاں[3] — صادق[4] عالی نسب شیریں بیاں
قطب[5] عالم دلنواز[6] خوش سیر — حشمت[7] و ذات علی[8] والا گہر
میرے پردادا تھے عالم باعمل — جنکے تقوی میں نہ تھا مطلق خلل
تھے رئیس وقت بھی سردار بھی — متقی بھی زاہد و ابرار بھی
تھی قصائد میں جو اک ان کی کتاب — تھی فضائل میں علی کے لاجواب

ذکر جد امجد مصنف

جد مرے تھے باکمال و بے نظیر — جانتے ہیں اون کو سب برنا و پیر
نام ہے اُن کا ظہور نامدار — جز و ثانی ہے محمد باوقار
کم سنی میں مر گئے اِن کے پدر — خود دشمن سے پھر سے یہ دربدر
مرشد آباد آکے آخر دم لیا — بھتیجی کنبہ نے ساتھ انکا دیا
پرورش پاکر ہوئے جب یہ جوان — بیلی صاحب ناگہاں آئے وہاں
خط بہت اچھا تھا نوکر رکھ لیا — کام منشی کا سپرد ان کے کیا
صاحب والا مناقب خوش صفات — تھے رزیڈنس اودھ یہ نیکذات
پھر ملی اِن کی بدولت جائداد — دل ہوئے سب دوستوں کے شاد شاد
دوسرے لوگوں کے جو قبضہ میں تھی — تا انکار جد بھی سب واپس ملی
نام ہے والد کا میرے مرتضےٰ — جا بسے جنت میں وہ عرصہ ہوا
ملک کا نمبر تو میرے نام ہے — پر مجھے اُس سے نہیں کچھ کام ہے
ہے وکالت سے مری کافی گذر — اسلئے وارث ہے اُس کے بے خبر

ذکر قرابت سسرالی مصنف

میری شادی لکھنؤ میں جب ہوئی — کیا کہوں میں اپنے والد کی خوشی
تھے علی اصغر وکیل نامدار — شہر میں مشہور تھے یہ ذیوقار
میر نواب اُن کا عرفی نام تھا — نیک تھے نیکی سے ان کو کام تھا
تھے پدر ان کے جو سید مصطفےٰ — مال و زر خالق نے سب کچھ تھا دیا
صاحب تالیف[۱] تھے یہ ذی وقار — علم کا تھا شغلہ لیل و نہار
ذی مروت نیک خو صاحب حشم — تھے یہ سرکاری وکیل محترم
ان کی پوتی سے مری شادی ہوئی — لکھنؤ میں خانہ آبادی ہوئی

ذکر خاندان از دواج فرزندان

اب جو باقی ہیں مرے فرزند دو — ہے بڑے کا نام اصغر [illegible]
اور چھوٹے کا وراثت نام ہے — اب انہیں کے دم سے مجھکو کام ہے
شادیاں کرکے ہوا میں شادکام — ہے پھوپھی زاد ایک بلگرام
ہے مری یہ بھانجی طاعت گذار — اسکے جد کا ہے قبیلہ بے شمار
گو رسول آباد میں ددھیال ہے — بلگرام نامور ننھیال ہے
سید ہادی ہیں جد نامدار — اور غنی حیدر پدر تھے ذوالفقار
اس کا بھائی بھی بہت ہوشیار ہے — آدھے قصبہ کا وہ نمبردار ہے
عرف پیارے ہے رضی حیدر ہے نام — شغل اس کا ہے کتب بینی مدام
اور بڑی ہے لکھنؤ کی باتمیز — میری سسرالی قرابت کی عزیز
باپ تھے سید حسین نامدار — سید میرن تھے ماموں ذوالوقار
اس کے نانا ہیں مثال آفتاب — شہر میں مشہور نامی لاجواب
قوم کے سید محمد نام ہے — ہر طرح پر ان کا نیک انجام ہے
ہے محلہ ایک مفتی گنج اسکا — لکھنؤ میں بس یہ کافی ہے پتا

ذکر قیام حیدرآباد دکن

شوق تھا مجھکو عدالت کا بہت — ولولہ سا تھا وکالت کا بہت
لکھنؤ میں امتحاں پہلے دیا — قصد پھر سوئے دکن میں نے کیا
ہیں غلام سید عالیمقام — ان کے گھر میں بس ہوا میرا قیام
ہم وطن ہیں یہ میرے بھائی یہاں — عرف میں کہتے ہیں سب سید میاں
جنکے والد کا ہوا مذکور ہے — نام ان کا بھی بہت مشہور ہے
سید محسن علی پاک ذات — اون کے یہ فرزند ہیں حمیدالصفات

ہے جو ایرانی گلی اک نیک نام — اوس محلہ میں ہوا میرا قیام
سربرآوردہ ہیں اک عالم یہاں — شہرۂ آفاق ہے نام و نشاں
صاحبِ اخلاق و عابد متقی — مولوی عالم سخی سید تقی
درس ہے تدریس وعظ و پند ہے — معتقد ہر ایک دولتمند ہے
خیر ہے دلمیں سدا ہمدرد ہیں — نیک باتوں میں ہیں یکتا فرد ہیں
بردبار و خوش مزاج و خوش صفات — مخزن علم و فقیہ نیک ذات
کہہ چکا جو جو مدد جنسے ملی — شرع میں مجکو مدد ان سے ملی
مشغلہ قانون کا جاری کیا — امتحاں دینے وکالت کا دیا
فضلِ خالق سے ملی مجکو سند — غیب سے ہونے لگی پھر تو مدد
پھر ترقی دن بدن ہونے لگی — قدر پھر کرنے لگے میری سبھی
رفتہ رفتہ بڑھ گئی پھر منزلت — پھر عطا اللہ نے کی مقدرت
اب ہے مسکن حیدرآباد دکن — ہوگیا عرصہ سے بیمثل وطن

عذر تقصیر و ہیچدانی

ختم کی اب میں نے اپنی داستاں — کر چکا سب قصۂ ماضی بیاں
لکھنؤ میں شاعری کا شوق تھا — جس کو ایک مدت ہوئی عرصہ ہوا
طبع موزوں درحقیقت ہی مری — میرا کچھ پیشہ نہیں ہے شاعری
میری لغزش کو نظر مائیں خیال — عفو فرمائیں مجھے اہل کمال
مثنوی لکھتا ہوں ایسی دلستاں — جس سے خوش ہو جائیں گے خورد و کلاں
مثنوی دلستاں ہے اسکا نام — عرف میں ہے مثنوی بلگرام

ساقی نامہ

ساقیا مجکو عطا کر وہ شراب — ہو میسر جس کے پینے سے ثواب

نام ہے جس کا مئے حبِ علیؑ
خوش ہے جس سے کبریا راضی نبیؐ

پیارہ ساقی اور بھی ہیں جا بجا
رہنما ہادی ز آل مصطفیٰؐ

بس انہیں ساقی سے مجھکو کام ہے
روز و شب الکا زباں پہ نام ہے

مست ہوں روزِ ازل سے ساقیا
ہوں مئے الفت انہیں کی پی چکا

رستگاری کا وسیلہ ہے یہی
ہاتھ سے چھوٹے نہ دامانِ علیؑ

روزِ محشر ہے تمنا دلی
ہاتھ میں ہو دامنِ آلِ نبیؐ

یا الٰہی دے مئے عرفاں مجھے
تاکہ چشمِ دل سے پہچانوں تجھے

خطاب بنفس

اے مسافر کوچ پر تیار رہو
خوابِ غفلت سے ذرا بیدار ہو

ٹھاٹھ سب یہ سارا پڑا رہ جائیگا
مال و زر کچھ بھی نہیں کام آئیگا

آچکی اب تو صدائے الرحیل
کچھ نہ کی زادِ سفر کی بھی سبیل

ہے زمانہ موت کا پیشِ نظر
چاہیئے اب تو گناہوں سے حذر

وہ مکاں ہے قبر جس میں در نہیں
بوریہ تکیہ نہیں بستر نہیں

قبر کی منزل بہت دشوار ہے
مونس و یاور ہے نہ غمخوار ہے

ملک و لشکر کام کچھ آتا نہیں
مال و دنیا ساتھ کچھ جاتا نہیں

نامۂ اعمال ہے میرا سیاہ
کیا کہے گا جاکے تو پیشِ الٰہ

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

اے خداوند زمین و آسماں
میں ہوں اک مور ضعیف و ناتواں

میں ہوں اک ادنیٰ گنہگار و ذلیل
تو ہے رب العالمیں ربِ جلیل

اپنا دردِ دل کروں کس سے بیاں
رہ گیا تنہا گیا سب کارواں

اپنی تنہائی پہ غم کھاتا ہوں میں
رات دن غم سے گھلا جاتا ہوں میں

بارِ عصیاں ہے مرا حد سے سوا
کیا کروں کس سے کہوں یہہ ماجرا

کوہِ عصیاں اب تو بارِ دوش ہے
جس کا تو عالم سے ہے پردہ پوش ہے

دیکھتا ہے ہر گھڑی مجھسے قصور
رزق پھر دیتا ہے اسپر تو ضرور

میں ہوں اک ناچیز تو ہے کبریا
خالق و مخلوق سے نسبت ہی کیا

ذات ہے تیری کریم و کارساز
تو ہے خلاقِ جہاں اور بے نیاز

رحم بے حد لطف بے پایاں ہے
عفو عصیاں یہہ بھی تیری شان ہے

ہر گھڑی ہر آن ہوں تقصیر وار
رات دن رہتا ہوں تجسے شرمسار

مضطرب رہتا ہے اب تو رات دن
قلب کو یارب تو کر دے مطمئن

گریہ وزاری ہو آہ سرد ہو
دل وہ کر دے جس میں خوف و درد ہو

بخشدے میرے گناہوں کو کریم
تو غنی ہے نام ہے تیرا رحیم

جز ترے ہے کون جو بخشے مجھے
تیرا بندہ ہوں سزا دی یا نہ دے

حصہ دوم مشتمل بہ نصائح

فضیلتِ علم

علم کا ہے وہ خزانہ بے مثال
صرف کرنے سے نہیں جسکو زوال

علم سے بہتر نہ دولت ہے نہ مال
چور کا کھٹکا نہ رہزن کا خیال

ایسی چیزوں کو نہیں ہوتا زوال
علم ہو یا ہو ہنر یا ہو کمال

قفل ہے اس کا دہن کنجی زبان
قلب ہے اُس کا خزانہ بیگمان

صفتِ گویائی

یہہ صفت انسان کی پہچان لو
ہے وہی انسان جس میں نطق ہو

قول ہے یہہ اس میں خود رائی نہیں
ہیں بہائم جن میں گویائی نہیں

علم کی انسان بڑھائے شان کو
ہو مقرر چاہیئے انسان کو

علم خاموشی سے رہتا ہے نہاں	ہے زباں شمشیر صیقل ہے بیان
خوش بیانی سحر ہے یہ جان لو	ہے بہت اس میں اثر پہچان لو
ہو مسلسل مختصر سلجھا بیاں	صاف لفظوں میں مطالب ہوں عیاں
جس سے دلچسپی ہو وہ تقریر ہو	مان لے ہر شخص یہ تاثیر ہو

ذکر اہل دنیا

دوست ہیں سب علم کے اہل نظر	دشمنی کا ہے سبب سب مال و زر
اہل دنیا کا طریقہ جان لے	دوست ہیں زر کے عدو زردان کے
تین چیزیں ہیں یہ جھگڑے کی مدام	زر زمین و زن ہے کیا اسمیں کلام

فوائد صحبت نیک

اچھی باتوں کو کرو تم اختیار	نیک باتوں کو کرو اپنا شعار
ہے مثل مشہور سن اے بے خبر	تخم کی تاثیر صحبت کا اثر
صحبت بد سے کنارہ خوب ہے	صحبتِ بد دل کو نامرغوب ہے
نیک صحبت کے بہت ہیں فائدے	اچھی باتیں دیکھتا سنتا ہے

مذمت غرور

ہے فنا سب کے لیے اکدن ضرور	چند روزہ زندگی پر کیا غرور
بعد مرنے کے یہ ملتی ہے سزا	ٹھوکریں کھاتا ہے سر مغرور کا
اس تکبر نے کیا شیطاں کو خوار	رات دن لعنت ہی اسپر بے شمار
سر میں نخوت کو جگہ ہرگز نہ دے	اس کا نتیجہ سدا ادبار ہے

مذمت شیطان

چاہیے انسان کو سختی سہے	مکر سے ابلیس کے ہشیار ہے
یہ بجالایا نہ حکم کبریا	اس نے آدم کو نہیں سجدہ کیا

خود عیاں نخوت ہے اس اظہار سے — ز گل سے آدم۔ میں بنا ہوں نار سے
اُس کو آدم سے عداوت تھی سدا — اس لئے جنت میں اُنھیں دھوکا دیا
نسل سے آدم کے ہے اس کو عناد — کام ہے اس کا سدا کید و فساد
چاہیئے انساں کو اس سے حذر — دل میں شیطاں کا نہ ہو ہرگز گذر
راندۂ درگاہِ خلّاقِ انام — ہو نہیں سکتا کسی جا نیک نام

مذمت شراب

زشت ہے اور بد ہے دنیا میں شراب — چاہیئے انساں کو اس سے اجتناب
اس کے پینے کے نقائص اب گنو — اُنگلیوں پر عیب اسکے سب گنو
سینہ حدّت سے جلے دل ہو کباب — خرچ ہو زر اور حالت ہو خراب
راز دل ہوتا ہے اس سے آشکار — اور حواس و ہوش ہوتے ہیں فرار
پاؤں رکھتا ہے کہیں پڑتا کہیں — اپنے جامہ میں بشر رہتا نہیں
عقل سے اس کو نہیں کچھ کام ہے — بے خودی سے مست ہے بدنام ہے
سنتے آئے ہیں زمانہ سے سدا — بد بھلا بدنام ہوتا ہے برا
مے کشی کے عیب یہ پہچان لو — دیکھ لو خود آنکھ سے اور جان لو
ظاہری جو نقص ہے وہ کہہ دیے — شرع کے احکام اب باقی رہے
احمدِ مرسل نے با حکمِ خدا — اپنی اُمت پر حرام اُسکو کیا

نقل مذمت دروغ

نقل ہے اک پیر کی اسطرح پر — تین تھے حق نے دئیے اسکو پسر
تھے طبائع مختلف طینت جدا — پیر کرتا تھا نصیحت بارہا
ایک سچائی میں تھا بے انتہا — دوسرے پر جھوٹ کا تھا خاتما
تیسرے جھوٹے بھی اور سچے بھی تھے — پاس یہ سب باپ کے رہتے بھی تھے

تھا جو چھوٹا اوس سے ناخوش تھا پدر
بددعا کرتا تھا وہ شام و سحر

پوچھا لوگوں نے سبب اسکا ہے کیا
کس لیے کرتے ہو اسکو بددعا

بولا جو جھوٹا ہے بے انتہا
چاہیئے حق میں اوسی کے بددعا

تب دیا اوس پیر نے اوسکو جواب
اور کیا اس طرح پر اوسنے خطاب

راست بازی کی ثنا موجود ہے
باعث خوشنودی معبود ہے

جس سے راضی ہو خدا راضی رسول
عزتِ دارین ہے اس کو حصول

اعتبار و عزت و توقیر ہے
راست گوئی کی عجب تاثیر ہے

سب یقین کرتے ہیں اسکی بات کو
اور دعا کرتے ہیں اس کی ذات کو

اس سے دنیا میں ہے انساں کو فروغ
اور مخالف اس کے ہیں کذب و دروغ

جھوٹ سے انسان ذلیل و خوار ہے
بات اس کی لغو ہے بیکار ہے

مانتا کوئی نہیں سچی بھی بات
فائدے یہ جھوٹ میں ہیں یہ صفات

اعتبار اس کا کوئی کرتا نہیں
خوبیوں کا دم کوئی بھرتا نہیں

صاف لفظوں میں بیاں سب کر چکا
جھوٹے اور سچے کا جو معیار تھا

اب ذرا انصاف سے کر لو نظر
بیچ میں ہے جھوٹ سچ کی جو پسر

کس قدر تکلیف دہ ہے دیکھ لو
از رہِ انصاف تم خود بھی کہو

دونوں باتوں میں یقیں مانے کسے
کسکو سمجھے جھوٹ سچ جانے کسے

رات دن اہلِ غرض آتے ہیں سب
اور دعا دیتے ہیں پھر جاتے ہیں سب

گھر میں حاجتمند رہتے ہیں بھرے
ایسے موذی کو خدا غارت کرے

اس سبب سے بددعا کرتا ہوں میں
رات دن اس رنج میں مرتا ہوں میں

صفت سگ

فرق کیا انسان اور حیوانمیں
جب نہو کچھ بھی صفت انسان میں

ہے نجس کتا مگر یہ جان لو — دس صفت مومن کی ہیں پہچان لو
رات دن رہتا ہے با حالِ تباہ — اپنے مالک کا ہمیشہ خیر خواہ
اسکے دل میں بغض کچھ رہتا نہیں — مار بھی کھاتا ہے کچھ کہتا نہیں
مار کھانے پر بھی رہتا ہے صبور — عفو کر دیتا ہے جلد ایسے قصور
کام پر اپنے سدا تیار ہے — ہے محافظ اور شب بیدار ہے
مل گیا جو کچھ اسی پر ہے گذر — چھوڑ کر جاتا نہیں مالک کا در
کام شب کو بھی کیا کرتا ہے یہ — پہرہ ڈیوڑھی کا دیا کرتا ہے یہ
چاہئیں یہ خصلتیں انسان میں — جو کہ ہیں موجود اس حیوان میں

قصہ سکندر

نظم کرتا ہوں عجب ایک داستاں — سنکے خوش ہوں جسکو سب پیر و جوان
ہے سکندر کا یہ قصہ ایکدن — سیر کو نکلا نہایت مطمئن
ساتھ تھی کچھ فوج اور طبل و علم — منزلوں تھا دور اس سے رنج و غم
اک خرابہ میں ہوا اوس کا گذر — ایک بوڑھے پر پڑی اس کی نظر
تھی چمک رخ کی مثالِ آفتاب — نور تھا ایسا تجلی ہو ماہتاب
جبکہ اسکندر قریں اس کے گیا — پیر جس حالت میں تھا بیٹھا رہا
پوچھا غصہ سے سکندر نے بتا — کون ہے تو کیا ہے تیرا ماجرا
کس تصور میں پڑا رہتا ہے تو — خوابِ غفلت میں سدا رہتا ہی تو
تو نہیں واقف میں شاہنشاہ ہوں — صاحبِ اقبال و عز و جاہ ہوں
سات اقلیموں کا ہوں فرمانروا — ہیں مرے محکوم سب شاہ و گدا
کل جہاں پر کیا مرا قبضہ نہیں — کیا سنا تو نے مرا قصہ نہیں
لے لیا دریا سے بھی میں نے خراج — شہرۂ عالم ہے میرا تخت و تاج

ہے قدم میرا سرِ افلاک پر   کبر سے بیٹھا ہے تو کیا خاک پر
کیوں نہیں اٹھا مری تعظیم کو   سر جھکایا کیوں نہیں تسلیم کو
یوں دیا تب پیر نے اسکو جواب   سر اٹھا کر یوں کیا اوس نے خطاب
خوابِ غفلت میں نہیں بیدار ہوں   ہر طرح پر تجھ سے میں ہشیار ہوں
اہلِ دنیا سے غرض مجھکو نہیں   میں نہیں ملتا نہ جاتا ہوں کہیں
ہے بھروسہ مجھکو اس کی ذات پر   یہ جگہ شاہد ہے خود اس بات پر
تو اگر عالم کا شاہنشاہ ہے   اہلِ دنیا سے مجھے اکراہ ہے
فائدہ کیا ہے جو تخت و تاج ہے   تو بھی خالق کا سدا محتاج ہے
مال و زر دنیا سے گو حاصل کیا   ہاتھ خالی جائے گا پیشِ خدا
طاعتِ خالق میں اک عرصہ ہوا   سر مرا جھکتا ہے پیشِ کبریا
گردشِ افلاک سے ہے لیل و نہار   مثل تیرے ہونگے پیدا بے شمار
رو دیا سنکر سکندر نے جواب   گر پڑا قدموں پہ باچشمِ پُر آب

حکایت تربیت اولاد

نقل ہے اک بچہ نہایت دلپذیر   صاحبِ دولت تھے اک نامی امیر
تھا جو شامل حال فضلِ کبریا   مال و زر خالق نے سب کچھ تھا دیا
عمر جب آخر ہوئی تب انکے گھر   بعد مدت کے ہوا پیدا پسر
رات دن نازوں میں وہ پلنے لگا   رفتہ رفتہ گھٹنیوں چلنے لگا
جب ہوا پڑھنے کے قابل وہ پسر   تسمیہ خوانی ہوئی با کرّ و فر
تربیت کا تھا نہ کچھ اس کی خیال   گو کہ خالق نے دیا سب کچھ تھا مال
یہ سمجھے تھے بہت ہے مال و زر   اس سے ہو جائے گی بچے کی گذر
مال و زر جس شخص کو اللہ دے   نوکری کی کیا ضرورت ہے اُسے

اس کی دلجوئی سدا مقصود تھی · مال کیا تھا جان بھی موجود تھی
بے ہنر بے علم بھی گو وہ رہے · پر نہ آدھی بات بھی کوئی کہے
عادتیں جب ہوگئیں اس کی خراب · باپ ماں کو وہ لگا دینے جواب
تربیت کے بدلے لطف اور پیار تھا · کھیلنے میں وہ سدا سرشار تھا
دی جب گھر دل میں خیال خام کو · کچھ نہ سوچے شیخ جی انجام کو
آخرش حد مقابل ہوگیا · خود خبر لینے کے قابل ہوگیا
جب ہوا وہ فضل خالق سے جواں · شب کو بھی آنے لگے کچھ مہماں
ایسے خود غیرت ہوئے خود سر ہوئے · اپنے جامہ سے میاں باہر ہوئے
باپ ماں کا تھا نہ مطلق اختیار · تھا تماشہ شب کو دن کو تھا شکار
دل پہ قابو نہ زباں پر اختیار · وضع گشتنی گالی گفتہ تھا شعار
مال و زر سب باپ کا غارت کیا · جاؤ بیجا جس کو چاہا دے دیا
دیکھ کر یہ حالتیں اس کی سدا · ناک میں دم ہوگیا ماں باپ کا
تربیت کا جو نہیں رکھتے خیال · ایسے لوگوں کا یہی ہوتا ہے حال
چاہیے تعلیم میں کوشش کرے · چشم پوشی کے نتیجے ہیں برے
سن لیا قصہ یہ بد اطوار کا · جان لو یہ ہے نتیجہ پیار کا
چاہیے اولاد کو تعلیم دے · اور برے افعال کا دشمن رہے
مال و زر باقی بھی رہتا ہے کہیں · مال و دولت کا بھروسہ ہے کہیں
علم کو ہرگز نہیں ہوتا زوال · چاہیے انساں کو سیکھے کچھ کمال

قصہ باز

شاہ اک نامی تھا ملک غیر کا · شوق تھا اس کو شکار و سیر کا
ایک دن راہی ہوا بہر شکار · اسکے ہمراہ تھے سب بازدار

ہاتھ پر خوش شاہ کے اک باز تھا　　اتفاقاً ہاتھ سے وہ اڑ گیا
شاہ کے نزدیک وہ ممتاز تھا　　باز وہ بازوں میں نامی باز تھا
اس قدر تیزی سے پہنچا اوج پر　　جس طرح اہلِ بصارت کی نظر
تھا قضارا ایک طائر بھی وہاں　　باز تا حدِ نظر پہنچا جہاں
ہوگیا مدِ مقابل صید جب　　صید کی قوت ہوئی معلوم تب
باز کے بھی نچ گئے سب بال و پر　　گر گئی منقار اس کی ٹوٹ کر
ہو سکے کیوں کر بیاں کیدِ شکار　　بازیچہ خود ہوگیا صید شکار
قوتیں زائل ہوئیں گھائل ہوئے　　ضعف سے سوئے زمیں مائل ہوئے
پھر زمیں پر وہ دمِ آخر گئے　　ایک پیر زال کے گھر گر گئے
اس کا گھر بیٹھے ہی آیا مدعا　　اس ضعیفہ نے لیا اس کو اٹھا
دھیان آیا پھر نہ اڑ جائیں کہیں　　بال و پر کتر کے ضعیفہ نے وہیں
ہو رہے آزاد اور آرام سے　　قید میں زندہ کہو کیوں کر رہے
باز پہلے مر گیا خود صید سے　　چھٹ گئے دونوں وہ دامِ قید سے
اب ذرا کر تو نتیجہ پر خیال　　سوچ لو خود اس کا جو کچھ ہے مآل
اپنی قوت پہ نہ کر تو اعتبار　　اپنے دشمن سے سدا رہ ہوشیار
ہے وہ پیرِ زالِ دنیا مان لو　　پر کترتی ہے یہی پہچان لو

نقل بخیل

نقل ہے اک پیر دولت مند تھا　　مالِ دنیا سے بہت خورسند تھا
یہ بھی تھا قاروں بس اپنے وقت کا　　تھے خزانے دفن اس کے جا بجا
رات دن تکتا تھا اپنے مال کو　　دیکھتا تھا کچھ نہ اپنے حال کو
مال و زر کا ناگ تھا گویا بخیل　　اتفاقاً ہوگیا اک دن علیل

ہوگئی حالت بہت اُس کی خراب　　اور مرض سے بڑھگیا کچھ اضطراب

لوگ آئے دیکھنے کو اُسکا حال　　تب کیا ہر ایک نے اُس سے مقال

ڈاکٹر نزدیک ہے اک خوش مزاج　　اُس کو بُلواؤ کرو اپنا علاج

مال و دولت ہے اسی دن کیلیے　　تجکو خالق نے خزانے ہیں دیے

مال صدقہ جان کا ہے مان لو　　جان ہے تو ہے جہاں پہچان لو

تب دیا غصہ سے اُسنے یوں جواب　　اب چلے جاؤ مرے گھر سے شتاب

غصہ بڑھتا ہے تمھاری بات سے　　فائدہ کیا ہوگا جوتی لات سے

ڈاکٹر کو گر میں دیتا مال و زر　　جمع رہنا کس طرح پھر میرے گھر

میں کروں برسوں میں پیدا مال و زر　　ڈاکٹر لے جائے دم میں آن کر

پھر دوا کے واسطے زر کو ہے　　میری کوٹھی کیا ہے اک سرکار ہے

جان جائے یا رہے پروا نہیں　　ڈاکٹر کو میں تو کچھ دیتا نہیں

سن کے یہ راہی ہوئے سب اپنے گھر　　و دستہ پاگیا کچھ بد گھر

اتفاقاً ہوگیا اچھا یوں ہی　　ایسے اجل جلد مرتے ہیں کہیں

قصہ حاسد

نقل اک حاسد کی ہے یہ پُر مذاق　　دل میں اُس کے تھا بھرا بغض و نفاق

اُس کے ہمسائے میں تھا اک پیر مرد　　اُس سے یہ رہتا تھا جویائے نبرد

حق ہمسایہ سمجھکر وہ سدا　　بھیجتا تھا تحفے اور اچھی غذا

اُس کے بدلے بددعا کرتا تھا یہ　　سرد آہیں رات دن بھرتا تھا یہ

دیکھکر اُس کو سدا ملتا تھا ہاتھ　　بغض للّٰہی تھا اُس کو اُسکے ساتھ

راستہ میں اُسنے کھودا اک کنواں　　کردیا تیوں سے پھر اُس کو نہاں

پیر کچھ بیمار اُس دن ہوگیا　　بچہ حاسد اُسی دن ڈوبگیا

تھی پریشانی اُسے بے انتہا   بدحواسی میں اُسی جانب گیا
اُس گڑھے میں گر گیا وہ خود بخیل   فعل پر اپنے ہوا از خود ذلیل
پھر پڑھا مصرع یہہ بحالِ تباہ   چاہ کن را می شود در پیش چاہ
پوچھا لوگوں نے سبب اسکا ہے کیا   پیر سے کس واسطے ہو تم خفا
تب کہا اوس نے سنو تم سب ذرا   ہے ہمارا اوس کا جو کچھ ماجرا
رات دن یہہ عیش سے رہتا ہے شاد   یہہ عداوت ہے یہی جھگڑا فساد
اس کو دنیا کا مہیا عیش ہے   اس لئے غصہ ہے مجکو طیش ہے
یہہ تو کھائے راحت و آرام سے   صبح کی ہو فکر تب کو شام سے
تب دیا لوگوں نے اسکو یہہ جواب   چھوڑدے اس کو یہہ عادت ہے خراب
ہے مقدر اپنا اپنا اس میں کیا   رنج کرنے سے تجھے کیا فائدا
کام کیا دنیا میں کچھہ تجکو نہیں   بے سبب یہہ وقتیں کیوں مول لیں
شکر کرتا ہے خدا کا وہ سدا   اس لیے اللہ نے سب کچھ دیا

نقل عابد

یہہ بھی قصہ ایک عبرت خیز ہے   غور سے دیکھو تو درد انگیز ہے
قوم اسرائیل سے تھا اک جواں   آگیا دل میں یہہ اُس کے ناگہاں
طاعتِ خالق میں کاٹو زندگی   اب کرو اللہ کی کچھہ بندگی
اہل دنیا سے منھہ اپنا موڑ کر   چل دیا جنگل میں بستی چھوڑ کر
کی عبادت اس نے جب چالیس سال   جب ہوا شیطاں کو اسکا کچھہ خیال
اتفاقاً شاہ کی دختر تھی علیل   اس کے بچنے کی نہ تھی کوئی سبیل
سب طبیب و ڈاکٹر حیران تھے   رات دن کرتے تھے باہم مشورے
فائدہ کچھہ بھی نہ آتا تھا نظر   تھا ترقی پر مرض آٹھوں پہر

زندگی سے ہوگئی جب سب کو یاس
کردئیے فرزند اپنے اُس کی ساتھ
عرض کی عابد سے اس سب کے واسطے
تب کہا عابد نے تم سن لو ودا
میں کروں گا وقت تمھاری دُعا
رشتۂ اُلفت کو اب تم توڑ دو
سُنکے یہہ دونوں گئے گھر سدھار
※ نفس امارہ نے پھر دی اشتعال
پیروی پھر اس نے کی ابلیس کی
بے خودی جب بڑھ گئی بے باک کی
حضرت ابلیس موقع پا گئے
یوں کہا دیکھا ہے میں نے واقعہ
سوچنے کا اب تجھے موقع نہیں
یہہ کہے گی اپنا سارا واقعہ
اب یہی تدبیر ہے کر لے یقیں
الغرض ظالم نے ایسا ہی کیا
آئے شہزادے بھی اتنے میں وہاں
یہہ کہا اس نے خبر مجھکو نہیں
میں عبادت میں تھا مجھکو کیا خبر
ڈھونڈنے نکلے وہ با حالِ خراب
اُس جگہ ابلیس تو موجود تھا

بھیجا شہ نے اُسکو پھر عابد کے پاس
لائے پھر بیمار کو وہ ہاتھوں ہاتھ
آپ خالق سے دعا فرمائیے
ہے دعا کرنے کا موقع دوسرا
کیا عجب حاصل جو ہو اسکو شفا
اُس مریضہ کو یہیں پر چھوڑ دو
دیکھکر صورت ہوئے یہہ بیقرار
ہو گیا پھر عقل میں اس کے زوال
ضبط کی طاقت بھی سب زائل ہوئی
کی اطاعت خواہشِ ناپاک کی
بن کے ایک عورت کی صورت آ گئے
اب چھپانے سے تجھے حاصل ہے کیا
آ گئے بھائی اگر اس کے کہیں
سوچ لے تیرے لیے ہوگا بُرا
قتل کر کے دفن کر زیر زمیں
ہو چکا جب ختم یہہ سب واقعہ
پوچھا عابد سے مریضہ ہے کہاں
ڈھونڈو اس جنگل میں ہو گی وہ کہیں
کس طرف راہی ہوئی پہنچی کدھر
با دلِ رنجور و با چشمِ پُر آب
یہہ تھی سوجھی اوسے سنئیے مزا

※ حسن پر اُس کے یہہ عاشق ہو گئے ※ سب حواس و ہوش ان کے کھو گئے ۔

گریہ وزاری لگا کرنے وہاں۔ — دفن تھی مقتول شہزادی جہاں
ناگہاں رونے کی آئی جب صدا — بیٹھ گئے اُس سمت دونوں مہ لقا
پوچھا کیوں روتی ہے کیا ہے ماجرا — رو کے پھر ابلیس نے اُن سے کہا
ظلم اک عورت پہ عابد نے کیا — رنج اُس کا ہے مجھے بے انتہا
فعل بد پہلے کیا ناپاک نے — مارڈالا پھر اُسے سفاک نے
کردیا زیر زمیں اُس کو یہاں — قبر کا اُس کے یہی تھے نشاں
قبر خود کھودی نکالا لاش کو — کردیا ظاہر گناہ فاش کو
ہوگئے حیرت زدہ سب خاص و عام — اور خلقت کا ہوا پھر اژدہام
مشکیں باندھیں فاسقِ خونخوار کی — کی مرمت واجبی مکار کی
لیگئے دربار شاہی میں اُسے — تھا تعجب خلق کو یہہ دیکھ کے
دونوں شہزادوں نے سارا ماجرا — دست بستہ عرض پیش شہ کیا
طیش آیا شہ کو سنکر واقعہ — حکم اک جلاد کو فوراً دیا
فعل بد کی یہہ سزا اس کو ملے — سنگسار اول کرو پھر قتل اُسے
آگئے اتنے میں پھر اُستاد جی — بولے میں تجھکو چھوڑتا ہوں ابھی
وقت کو باقی نہیں کچھ بھی رہا — تم اگر اب بھی کہا مانو مرا
بس کرو سجدہ مجھے یہہ مان لو — جان بچ جائیگی یہہ سچ جان لو
حکم کی تعمیل کی مکار نے — مانا شیطاں کا کہا خونخوار نے
دین بھی ایمان بھی سب کچھ گیا — پیرو شیطان کو یہہ ثمرہ ملا
ہوگئی تعمیل حسب الحکم شاہ — لی جہنم کی پھر اُس فاسق نے راہ
عابد مکار سے بچتے رہو — رات دن شیطان پہ لعنت کہو

ایک عجیب عنوان کی یہ نقل ہے / بات سچی ہے قرینِ عقل ہے
روم کا تھا ایک نامی شہریار / خوبیاں اُس میں تھیں بیحد بے شمار
ہو گیا دنیا سے اُس کا انتقال / رنج اُس کا تھا رعیت کو کمال
اُس کی اک دختر تھی نیک و پارسا / شوق روز و شب اُسے تھا علم کا
ہو گئی پڑھ لکھ کے وہ جب دم جوان / اور ہوئی وہ رُوم کی پھر حکمران
عالمہ تھی باعمل وہ نیک ذات / پاک تھی طینت بھی اور تھی خوش صفات
تھی وہ شہزادی عقیل و ہوشیار / یاد تھے اُس کو مسائل بے شمار
عقل سے اور عدل سے لیتی تھی کام / اس سبب سے تھی بہت وہ نیکنام
شاہ میں جو وصف ہونا چاہیئے / وہ بتقصیر اس کو سب معلوم تھے
دیر گیر و زود عفو و رحم دل / عزم پر اپنے سدا تھی مستقل
صاحبِ اقبال تھی اور تھی سخی / بے تعصب نیک نیت اور جری
صاحبِ صبر و تحمل بُردبار / دل میں تھا خوفِ خدا لیل و نہار
ملک تھا آباد عدل و داد سے / دل پہ ہوتا تھا اثر فریاد سے
جانچتی تھی پہلے ہر اک بات کو / مشورہ کرتی تھی دل سے رات کو
تھا وزیر اُس کا نہایت خوش صفات / تجربہ کار و عقیل و نیک ذات
تھا تعصب کچھ نہ اُسکی ذات میں / چین سے سوتی تھی خلقت رات میں
چُن کے لی آیا تھا ہر اک شہر سے / اہلکار اچھے جہاں تک مل سکے
اُس نے قائم کی تھی ایسی انجمن / باغ میں جس طرح پھولوں کا چمن
اُس کے پرپُرزے تھے وہ سب خوش صفات / عقل کل تھے سلطنت کے نیک ذات
صاحبِ تدبیر تھے وہ علم سے / کام لیتی تھی ہمیشہ حلم سے
سلطنت برسوں یونہیں چلتی رہی / ساعتِ بد آخر کار آ گئی

مرگیا پس وفعتاً عاقل وزیر
مبتلائے غم ہوئے برنا و پیر

تھا جو اپنے وقت کا وہ بےعدیل
اُس کے صدمہ سے ہوئی ملکہ علیل

ہوگئی اُس کی بہت حالت خراب
دیدیا سارے طبیبوں نے جواب

شہر ناپرساں کی حالت ہوگئی
غدر کی خلقت کو عادت ہوگئی

کشت و خوں چوری چکاری لوٹ مار
رہزنی ڈاکہ نقب ہر جا شمار

جب ہوئی ملکہ کو صحت اور شفا
تب کہا لوگوں نے سارا واقعا

انجمن جو تھی وزیر نیک کی
اُس کی تب دربار میں طلبی ہوئی

جب ہوئے حاضر وہ سب دربار میں
منتخب ہونے لگے سرکار میں۔

سو میں دس اور دس میں دو اور دو میں ایک
عالم و فاضل مدبر اور نیک

ایک کو سب میں سے آخر چن لیا
اور قلمدان وزارت دے دیا

پھر دیانت پر حلف اُس سے لیا
حکم یہ ملکہ نے پھر اُس کو دیا

تین دن میں گر نہ ہوگا انتظام
قتل میں تجھ کو کروں گی لاکلام

انتظام اُس نے کیا وہ بےنظیر
خوش ہوئے اُس وقت کے برنا و پیر

ہر محلہ میں تھے جو جو سرغنا
بے گمان اعلان اُن کو دیدیا

شہر میں ہوگا کہیں پر شور و شر
تم کو ہم پکڑیں گے بےخوف و خطر

قید کی دینگے سزا ہر ایک کو
حکم شاہی ہے اسے پہچان لو

کرچکے سابق میں تم جو جو قصور
عفو فرمایا ہے ملکہ نے ضرور

جب ہوئی معلوم خلقت کو یہ بات
ہے معین اک وزیر نیک ذات

حکم یہ ہر ایک کو پہنچا جہاں
مثل سابق ہوگیا امن و امان

آگئی پیغام عروسی جس گھڑی
تب کیا اعلان ملکہ نے یہی

چند شرطیں ہیں عروسی میں مری
اُن سے خلق اللہ کو ہو آگہی

شاہ ہو مفلس ہو گدا ہو یا امیر ہو وزیر و نخیر دیا ہو فقیر

دے گا جو میرے سوالوں کا جواب ملک ہے اسکی مع املاک و شباب

گر نہ دے گا اُن سوالوں کا جواب قید بے شک ہو گا وہ خانہ خراب

جب اشاعت ہو چکی اس بات کی راز دل اس کا ہوا جب منجلی

آئے شہروں سے کئی عالم وہاں ہو گئے حاضر بوقت امتحاں

علم کا ادن سب کے پھر عقدہ کھلا شتر جب ہاری ملی اون کو سزا

کوئی ڈر سے قید کے آتا نہ تھا ہو گیا تھا پست سب کا حوصلا

ایک عالم تھا فقیہ نامدار یاد تھیں اُس کو حدیثیں بے شمار

نام تھا عبد العلیم ذی وقار ملک ترکستان کا تھا وہ نامدار

حافظ قرآں بھی تھا وہ لاکلام اور تفسیریں بھی تھیں ازبر تمام

سن کے شہرہ وہ چلا ملکہ کے پاس مطمئن دل شاد بے رنج و ہراس

الغرض پہنچا وہ ملک روم جب اور ہوا ملکہ کو یہہ معلوم جب

منعقد کی ایک مجلس برملا مجتمع عالم ہوئے سب ایک جا

بحث کا آغاز ہے اس طور سے شوق سے ہر ایک سنے اور غور سے

نامور ملکہ نے یہہ اُس سے کہا رخ خدا کا کس طرف ہے یہہ بتا

تب دیا ملکہ کو یہہ اُسنے جواب شمع اک منگوائیے عالیجناب

آ گئی جس دم شمع روشن کر دیا بیچ میں کمرے کے اُس کو دھر دیا

عرض کی منھ اسکا ہے کس سمت کو جس طرف اسکا ہے رخ ارشاد ہو

روشنی تھی چار جانب برملا چپ رہی ملکہ نہ کچھ اُسنے کہا

پھر کیا ملکہ نے اُس سے یہ سوال یہہ بتا تو اے فقیہ خوشخصال

ہے جگہ رہنے کی خالق کے کہاں عرش یا کرسی زمیں یا آسماں

تب کہا اُسنے خدا ہے لامکاں — اُس کے رہنے کا ٹھکانا ہی کہاں

ہر جگہہ موجود ہے کر تو یقیں — اُسکے رہنے کی جگہہ کوئی نہیں

دل میں ویرانے میں اور بستی میں ہے — بحر میں رفعت میں اور پستی میں ہے

عرش ہو یا فرش ہو یا آسماں — ہر جگہہ جلوہ ہے خالق کا عیاں

حاضر و ناظر ہے اور ہے باخبر — ہے رگِ گردن سے وُہ نزدیک تر

علم و قدرت اُسکی ہیں وہ اُستوار — کر لیا ہے دونوں عالم کا حصار

جسم ہے نہ آنکھ ہے نہ کان ہے — دیکھتا سنتا ہے یہہ بھی شان ہے

پھر کیا ملکہ نے یہہ اُس سے سوال — اے فقیہہ پاک طینت خوشخصال

ہے شجر وہ کونسا جو ہے نفیس — جسکے بارہ ۱۲ شاخیں اور پتے ہیں تیس ۳۰

رنگ پتوں کا ہے اک جانب سیاہ — دوسرے جانب سفیدی مثلِ ماہ

تب دیا ملکہ کو یہہ اُسنے جواب — اے سپہر مملکت کی آفتاب

سال ہے مثلِ شجر پہچان تو — شاخیں ہیں بارہ مہینے مان تو

تیس پتوں کا ہے مطلب آشکار — تیس دن ہیں ماہ کے کر تو شمار

دن ہے روشن اور ہے تاریک شب — اختلاف رنگ کا ہے یہ سبب

پھر کیا ملکہ نے یہہ اُس سے سوال — اے فقیہہ پاک دل نیکو خصال

سب میں پہلے تھے جو جنت میں شجر — پھر ہوا دنیا میں اُن سب کا گزر

نام لو اون کے اگر معلوم ہیں — ہیں شجر اب بھی وہ یا معدوم ہیں

تب کہا اُس نے بہت مشہور ہیں — دیکھ لو خرما انار انگور ہیں

پھر کیا ملکہ نے اُس سے یہہ سوال — اے فقیہہ نیک عادت خوشخصال

پانچ چیزیں پانچ کو کھاتے ہیں جو — جسم و جاں جن میں نہیں ہے وہ کہو

تب دیا اُس نے یہہ ملکہ کو جواب — عرض ہے خادم کی یہہ عالیجناب

توبہ کھاتی ہے گناہوں کو مدام　　صدقہ کھاتا ہے بلا کو لاکلام
مان لو یہ بات شک اسمیں نہیں　　ہے غذا غیبت کی طاعت بالیقیں
اس سے بدتر بھی ہے کوئی اور شئے　　رزق کا دشمن ہمیشہ کذب ہے
جانتے ہیں اس کو سب اہل زمیں　　عمر کو کھاتا ہے غم کر لو یقیں
پھر کیا ملکہ نے یہ اس سے سوال　　اے فقیہ پاک طینت خوشخصال
اب بتاؤ سوچکر بعد از شمار　　دوستوں کی آزمائش کا عیار
تب دیا اس نے یہ ملکہ کو جواب　　تین چیزیں ہیں یہی عالیجناب
سابقہ ہے اور سفر ہے قرض ہے　　آزمائش کرنا انہیں فرض ہے
حال کھلجاتا ہے سب انسان کا　　سابقہ سے نیت اور ایمان کا
قرض مقراض المحبت ہے ضرور　　جانچ لیں اس امر کو اہل شعور
کس طرح ہوتی ہے آپسمیں گزر　　حال دل کھلتا ہے گر ہو ہم سفر
پھر کیا ملکہ نے یہ اس سے سوال　　اے فقیہ نیک عادت خوشخصال
قبل ہے اور بعد میں اللہ کے　　کیا تھا اور کیا ہوگا یہ بتلائیے
تب دیا اسنے یہ ملکہ کو جواب　　اے جناب عالیہ گردوں رکاب
آپ کو گنتی اگرچہ یاد ہو　　ایک سے اوّل ہے کیا ارشاد ہو
بعد دس کے کیا ہے یہ بتلائیے　　انگلیوں پر گن کے یہ فرمائیے
انگلیوں پر جب کیا اسنے شمار　　تب کہا اسنے فقیہ نامدار
انگلیاں کل دس ہیں آگے کیا کہوں　　پس یہی لازم ہے مجکو مان لوں
ایک کے پہلے نہ دس کے بعد ہے　　قول یہ تیرا نہایت سعد ہے
تب کہا عالم نے اس کو جان لو　　قبل کو اور بعد کو پہچان لو
ہے وہی اوّل وہی آخر خدا　　اس سے خود ہوتا ہے ظاہر مدعا

پھر کیا ملکہ نے اس سے یہہ سوال
اے فقیہ نیک عادت خوشخصال

حضرت انسان کے جسم و مال کی
کس طرح تقسیم ہے اعمال کی

تب کہا اسنے اسے سنیئے ذرا
جان تو ہے مال عزرائیل کا

مال ہے وارث کا حصہ لا کلام
نیکیاں لیجائیں گے دشمن تمام

گوشت ہے حصہ کرم کا بیگماں
خاک کے حصہ کے ہیں سب استخواں

پھر کیا ملکہ نے اس سے یہ سوال
اے فقیہ نیک عادت خوش خصال

تم بتاؤ گے نہیں کچھ اسمیں شک
کون پیغمبر ہیں زندہ آج تک

پھر دیا اس نے جواب مختصر
عیسیٰ و الیاس و ادریس و خضر

پھر کیا ملکہ نے یہہ اس سے سوال
اے فقیہ عالم و الاخصال

نام اون کے اب بتاؤ تم شتاب
نکلے جنت سے ہوا جنپر عتاب

تب کہا اسنے سنو اے ذیوقار
آدم و حوا و شیطاں مور و مار

پھر کیا ملکہ نے یہہ اس سے سوال
اے فقیہ نامور عالی خصال

حضرت آدم کو جب پیدا کیا
اون کو خالق نے عطا کیا کیا کیا

آٹھ چیزیں جو کہ اُن کے واسطے
حق نے پہلے بھیجی وہ بتلائیے

عرض کی اسنے عطائے کبریا
موت و الفت صبر بعد اسکے حیا

پھر طمع اور حرص و نفس و عقل ہے
اسطرح سینے سنی یہہ نقل ہے

پھر کیا ملکہ نے یہہ اس سے سوال
اے فقیہ خوش بیاں شیریں مقال

نیک باتیں اب کہو جو یاد ہوں
جو عمل ہیں خوب وہ ارشاد ہوں

عرض کی اسنے کہ اے عالیجناب
دل سے سنیئے یہہ جواب باصواب

پنجگانہ ہے نماز کبریا
یہہ وہ طاعت ہے کہ راضی ہے خدا

جس سے عزت ہے جہاں انسان کی
وہ تلاوت ہے سدا قرآن کی

ہے عزیز خلق وہ بس نامور
جو عذاب حق سے کرتا ہے حذر

گر تمنا ہے کہ توبہ ہو قبول
گریہ کر وقت دعا ہو کر ملول

جان کنی کی سختیاں دشوار ہیں
مثل گل ہے جسم اور وہ خار ہیں

اس سے بچنے کا طریقہ جان لے
ہے مریضوں کی عیادت مان لو

ہے بزرگی اپنی گر مد نظر
صرف کر راہ خدا میں مال و زر

حق کی جو یا ہے اگر اے نیکنام
ہے خدا واحد سمجھ دل سے مدام

نیک نامی ہے اگر مد نظر
ہر گھڑی خوف خدا میں کر بسر

ہو محبت خلق کو گر ہے خیال
ترک کر نخوت غرور اے خوشخصال

طول عمر اس میں ہے بیشک لا کلام
رحم کر خویشوں عزیزوں پر مدام

غیب سے روزی ملے ہے گر خیال
با طہارت رہ سدا اے خوشخصال

آتش دوزخ کا ڈر ہے گر تجھے
یاد ہے اس کا عمل بھی اک مجھے

ضبط کر غصہ کو دل رکھ اپنا شاد
قہر خالق کو سدا رکھ دل میں یاد

طیب و طاہر جو روزی ہو حصول
ہے تعجب کیا دعائیں ہوں قبول

کر نصیحت دوستوں کو بیگمان
پلہ میزان عمل کا ہو گران

کر تواضع تا ملے رتبہ تجھے
زیر عرش حق جگہ تجھکو ملے

جس نے کی ماں باپ کی اپنی خوشی
اس سے راضی ہے خدا راضی نبی

نامۂ اعمال قدسی لاکے دیں
روز محشر اس کے سیدھے ہاتھ میں

گر شفاعت اپنی ہے مد نظر
صاحب اولاد کی رکھ تو خبر

شاد ہمسائے کو رکھے جو بشر
ہو رسول پاک کی اس پر نظر

دے چھپا کر صدقہ گر اے نیکنام
ہو حفاظت قہر حق سے لا کلام

جب کیا عالم نے اس حد تک بیان
ہو گئے خوش سب کے سب خورد و کلاں

تھی صدائے آفریں ہر سو بلند — ہوگیا خاموش پھر وہ ارجمند
مل چکے جب سب جواب باصواب — پھر کہا ملکہ نے یہ اس سے خطاب
شرطیں میری ہو چکیں پوری تمام — عقد میں مجکو نہیں اب کچھ کلام
حکم تب قاضی کو یہ اس نے دیا — عقد کا خطبہ پڑھوا اے باخدا
عقد کا صیغہ پڑھا قاضی نے جب — دھوم خلقت میں ہوئی شادی کی تب
تخت پر اس کو بٹھایا شان سے — علم پر وہ تھی فدا سو جان سے
حکمراں اپنی جگہ پر کردیا — تاج اپنا سر پہ اس کے دھر دیا
کردیا اعلان یہ باصد وقار — حکمراں ہے آج سے یہ نامدار
اس پہ ہے فضل و کرم لطفِ الٰہ — آج سے تم سب کا ہے یہ بادشاہ
اب اطاعت اسکی واجب جان لو — شاہِ ملکِ روم ہے پہچان لو
نذر دی اوّل وزیر نیک نے — بعد اوس کے ایک کے بعد ایک نے
بعد امیروں کی ہوئی حاضر تمام — عہدہ دار و خیر خواہ و نیکنام
خلعت و انعام پھر شہ نے دیا — بعد اوس کے خلق سے وعدہ کیا
عدل سے رکھوں گا سب کو شادکام — ملک کی خدمت کروں گا صبح و شام
ہوگیا برخواست وہ دربار پھر — محل میں داخل ہوئے سرکار پھر
راز کی باتوں سے کیا ہے تجکو کام — بس قلم آگے ادب کا ہے مقام
علم سے ہوتا ہے انساں نامور — اور پڑتی ہے خلائق کی نظر
علم سے اُس کی ترقی ہوگئی — عمر بھر کی ساری کلفت دھو گئی
دیکھ لو ادنیٰ سے اعلیٰ ہوگیا — علم سے رتبہ دوبالا ہوگیا
کچھ نہ اس میں شک ہے نہ امر عجیب — علم سے اس کو ہوئی شاہی نصیب

اک عجب قصہ ہے یہہ عباس کا
آئے کچھ مالِ غنیمت سے شتر
مستحق غازی نمازی نیکنام
حضرتِ خیر البشرؐ نے یہہ کیا
چار اشتر حصۂ عباس کے
اس سبب سے یہہ ہوئی دلمیں اداس
یہہ تو کہہ سکتے نہ تھے وہ صاف صاف
جب سنا ختم الرسلؐ نے واقعا
حکم کی تعمیل ہو میرے ابھی
سنتے ہی اٹھے علیؑ مرتضیٰ
لائے باہر اس کو مجمع سے علیؑ
کٹ گئی جس دم زباں پھر کیا رہا
تب دیا حضرت نے اسکو یہہ جواب
صبر اور تسلیم لازم ہے تجھے
تب یہہ گھبرا کے کہا میرا قصور
فضل پر اپنے بہت نادم ہیں بس
لے گئے اسجا علیؑ مرتضیٰ
پھر کہا عباس سے اے بے خبر
حکم ہے ختم الرسلؐ کا یہہ سنو
لے لو اپنے ہاتھ میں ان کی مہار
تب کہا عباس نے شیرِ خدا

نام جنکے باپ کا مرداس تھا
بعض اون میں تھے زر و زیور سے پر
ہوگئے میدان میں حاضر تمام
جس کے حق میں جو مناسب تھا دیا
حضرتِ خیر البشرؐ نے دیدیے
دوسروں کو مل چکے تھے سو پچاس
تب لگے بکنے وہ کچھ لاف و گزاف
تب علیؑ کو حکم حضرت نے دیا
قطع کردو تم زباں عباس کی
ہاتھ پکڑا اوسے عباس کا
تب کہا عباس نے حق کے ولی
آپ فرمائیں وصیؐ مصطفیٰ
بڑھ گیا ہے تجکو زیادہ اضطراب
حکم کی تعمیل واجب ہے مجھے
عفو فرما دیجئے مولا ضرور
آپ کا ادنیٰ سا اک خادم ہوں میں
جس جگہہ اشتر بندھے تھے لے گیا
مطمئن ہو دھیان تیرا ہے کدھر
اونٹ اچھے اپنی مرضی کے چنو
سو شتر تک اب تمہیں ہے اختیار
آپ ہیں برحق وصیؐ مصطفیٰ

دوسرے کو حکم یہہ ہوتا اگر ۔۔۔ کاٹتا میری زباں وہ بے خطر
رازدارِ احمدِ مرسل ہیں آپ ۔۔۔ آیۂ التطہیر میں شامل ہیں آپ
جس قدر فرمائیں حضرت اسقدر ۔۔۔ اونٹ لے لیتا ہوں بیخوف و خطر
تب یہہ فرمایا علی نے ای جری ۔۔۔ چاہتا ہے تو اگر مرضی مری
مصلحت جو ہے رسول اللہ کی ۔۔۔ ہے وہی مرضی وہی میری خوشی
تھی خوشی حضرت کی جو مد نظر ۔۔۔ لے لیے چاروں شتر پھر آن کر
پھر دعا دیتا ہوا وہ اپنے گھر ۔۔۔ لے گیا اونٹوں کو اپنے خوش بسر

نقل شکایت سائلاں

نقل اک یہہ بھی مجھے مرغوب ہے ۔۔۔ ہے روایت مختصر پر خوب ہے
تھے جو زین العابدین جو ہے امام ۔۔۔ عالم و آلِ نبیؐ ذی احترام
عرض کی لوگوں نے انسے ای جناب ۔۔۔ سائلوں کے ہاتھ سے ہیں دل کباب
رات دن نادار و محتاج و گدا ۔۔۔ کرتے ہیں عاجز ہمیں سب بے انتہا
سنکے فرمایا نہ تم ایسا کہو ۔۔۔ شکریہ انکا ادا کرتے رہو
ہے شکایت تم نے یہہ بیکار کی ۔۔۔ ہیں امورِ خیر کے باعث وہی

قصہ ولی اللہ

قول ہے اک یہہ ولی اللہ کا ۔۔۔ جو کہ ہیں مصرف سنین اس کو ذرا
بحث ہے منطق سے کچھ ملتی ہوئی ۔۔۔ سنکے اسکو خوش ہوں شاید فلسفی
اتفاقاً آئے اک دن مقتدی ۔۔۔ خدمتِ مولا میں پھر یہہ عرض کی
تھا سخی اک شخص اک مردِ بخیل ۔۔۔ ایک نامی خلق میں تھا اک ذلیل
تھا خزانہ اس سخی کا جسقدر ۔۔۔ راہِ خالق میں لٹایا مال و زر
تھا جو وہ مردِ بخیلِ زشت خو ۔۔۔ جمع کرنے میں تھی جس کو جستجو

چیز ایک پیسہ کی وہ لیتا نہ تھا　　وہ کبھی سائل کو کچھ دیتا نہ تھا

مر گیا آخر کو وہ سب چھوڑ کر　　چل بسا دنیا سے منھ کو موڑ کر

تب کہا حق کے ولی نے تم ذرا　　اُلٹا ظاہر کر رہے ہو واقعا

جو سخی تھا ساتھ اپنے لے گیا　　یہہ کہو اولاد کو کیا دے گیا

جو نہ دے اولاد کو ای خوش صفات　　اوس کو کہتے ہو سخی اُلٹی ہی بات

جس کو کہتے ہو بخیل زشت خو　　وہ سخی تھا اس میں کیا ہے گفتگو

مال کچھ بھی ساتھ اپنے لے گیا　　تھا سخی اولاد کو سب دے گیا

قصہ حضرت عیسےٰ

حضرت عیسےٰ کا ہے یہہ واقعا　　تھے سفر میں ایک دن وہ باخدا

تھا رفیق پر ہوس اک ہم سفر　　ایک چشمہ پر ہوا اُن کا گزر

الغرض ٹھہرے وہاں وہ ذیوقار　　آب شیریں تھا مصفا خوش گوار

روٹیاں کل تین اُن کے ساتھ تھیں　　ایک ہمراہی کو دی دو بچ رہیں

ایک کھائی دوسری رکھدی جدا　　تا ملے وقت ضرورت کچھ غذا

پانی پینے وہ گئے چشمہ کے پاس　　چکھ گئے ہمراہی اُس کو بے ہراس

آئے حضرت پوچھا روٹی ہی کہاں　　کیا ہوئی بتلائیے اے مہربان

بولے وہ واقف نہیں ہیں زینہار　　پینے دیکھا تھا اُسے وقت شمار

کوچ حضرت نے وہاں سے پھر کیا　　ایک جنگل میں گزر جسدم ہوا

فاصلہ پر آئے دو آہو نظر　　آپ نے اون کو بلایا جلد تر

ایک کو اون میں سے کرڈالا حلال　　دوسرا واپس کیا زندہ غزال

اُس ذبیحہ کے لگائے پھر کباب　　چٹپٹے خوش ذائقہ باآب و تاب

بامزہ خوش ذائقہ اور نرم تھے　　بات اک یہہ بھی ہے گرماگرم تھے

بعد کھانے کے دکھایا معجزہ
جس سے ہمراہی ہوا حیرت زدہ

استخواں یکجا ذبیحہ کے کیے
عرض پھر کچھ کر کے اُٹھ بیٹھے

قُم باذنِ اللہ حضرت نے کہا
اُٹھ گئے مذبوح پھر زندہ ہوا

پوچھا ساتھی سے بتاؤ ماجرا
گردۂ نانِ جویں وہ کیا ہوا

مثلِ سابق کر دیا انکار پھر
چپ رہے حضرت نہ کی تکرار پھر

تیسری منزل پہ ٹھہرے جب نبی
مجتمع حضرت نے پھر کچھ خاک کی

ہاتھ اُٹھا کر پھر دعا حضرت نے کی
خاک وہ سونے کی ڈھیری ہوگئی

تین حصے اوسکے حضرت نے کیے
دیدیا اک اُس کو دو باقی رہے

پھر کہا حضرت نے اے مردِ خدا
ایک ان دونوں میں حصہ ہے مرا

دوسرا حصہ ہے اُسکا کر یقیں
جس نے کھائی تیسری نانِ جویں

پھر کیا اقرار اُس نے بر ملا
روٹی خود کھانے کا قصہ کہدیا

پھر تبسم کر کے حضرت نے کہا
لے لو تینوں حصّے اے مردِ خدا

چھوڑ کر تنہا اُسے راہی ہوئے
حبِّ مال و زر میں یہ بیٹھے رہے

آگئے اتنے میں دو قزاق بھی
قتل ان کے کرنے کی تدبیر کی

خوف سے اُسنے کہا یہ سوچکر
کیوں ہوئے آمادہ میرے قتل پر

کیوں عبث جنگ وجدل آپس میں ہو
تینوں حصوں میں طلا سب بانٹ دو

جب ہوا تقسیم کا جھگڑا تمام
تب گیا اون میں سے اک بہرِ طعام

لایا کھانے میں ملا کر زہر وہ
ہوگیا دونوں کے حق میں قہر وہ

مشورہ دونوں نے جو تھا کر لیا
آتے ہی اُس کو تہِ خنجر کیا

بعد اُس کے کھایا دونوں نے طعام
زہر سے قصہ ہوا ان کا تمام

[illegible] سے اُنکا بنا یہ حال تھا
گرد لاشیں بیچ میں سب مال تھا

حرص سے ہر ایک نے جان اپنی دی	الفت زر کا نتیجہ ہے یہی

نصیحت عام

سن سے بھی ہوتا ہے حاصل تجربہ	سیر سے ہوتا ہے کامل تجربہ
ہیں کتب بینی سے اکثر فائدے	چاہیے انسان کچھ کرتا رہے
راحت و آرام سے محنت بغیر	ملک کی گھر بیٹھ کر کرتا ہے سیر
آنکھ سے دیکھے سنے جو کان سے	فرق جو اس میں ہے خود پہچان لے
محنت و تکلیف و غم رنج و تعب	جھیلے سختی آدمی بنتا ہے تب
عقل سے انسان جب لیتا ہے کام	شہرۂ آفاق تب ہوتا ہے نام
عام حالت غور سے دیکھو ذرا	حرص بڑھتی عمر گھٹتی ہے سدا
ہیں بہت کم جنہیں خود غرضی نہیں	بے غرض والے بھی ملتے ہیں کہیں
ہے وہی انسان جو ہمدرد ہو	رحم میں خلق و کرم میں فرد ہو
ملت و مذہب کے جھگڑے ہیں برے	چاہیے انسان کو اس سے بچے
اسطرح انساں کرے سب میں گذر	جس طرح باہم ملیں شیر و شکر
اسطرح باہم رہیں سب جزو کل	جس طرح رہتے ہیں یکجا خار و گل
غیبت و حرص و ہوس کو چھوڑ دے	سلسلہ دل سے زباں سے توڑ دے
طالب عزت نہ ہو سائل کبھی	ہاتھ ادھر پھیلا ادھر عزت گئی
لفظ جب خواری کا خود موجود ہے	مے کا پینا ہی عبث بے سود ہے
کر دیا شاہوں کو اس نے سرنگوں	چھوڑ دے کبر و تکبر ہے زبوں
جو سخی ہے اس کا نیک انجام ہے	حاتم طائی کا اب تک نام ہے
نام دنیا میں ہے اب تک برقرار	عدل ہے نوشیرواں کا یادگار
آتے ہیں در پر گدا اکثر سبھی	قہر سے سائل کو مت جھڑکو کبھی

عالموں کے پاؤں پر رکھ اپنا سر	مفسدوں سے تا گور حاصل علم کر
چاہتا ہے اپنا گر عز و وقار	رازداری کی صفت کر اختیار
صحبت بد سے بچیں اہل شعور	اس سے بدنامی ہے دنیا میں ضرور
ان نصائح پر عمل کر اے عزیز	خوب سب باتیں ہیں کر لے تو تمیز

خاتمہ

ختم کی یہ میں نے اپنی مثنوی	کچھ دنوں اس شغل سے فرصت ملی
گر زمانہ سے ملی فرصت مجھے	موت نے بھی دی اگر مہلت مجھے
بار دوم میں لکھوں گا وہ امور	جس سے خوش ہو جائینگے اہل شعور
لکھ سکا اس شہر کا کچھ بھی نہ حال	اب ہوا دل میں مرے اسکا خیال
ذکر جو دلچسپ تھا وہ رہ گیا	لکھنا کیا لازم تھا کیا میں کہہ گیا
دو مہینے میں یہ میں نے مثنوی	تیرہ سو اکتیس ہجری میں لکھی

قطعہ تاریخ

تصنیف مثنوی شاعر خوش بیان فصاحت نشان مولوی سید محمد سردار حسین صاحب متخلص وارفتہ وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد

اردو میں مثنوی یہ کیا دلستاں لکھی ہے	جس کے مفید مضمون جسکی زباں پیاری
وارفتہ تم بھی کہہ دو سن طبع مثنوی کا	یہ مثنوی ہی چھاپی یا بوستان سعدی

قطعہ تاریخ

طبع مثنوی شاعر نازک خیال ناظم شیریں مقال مولوی سید امیر حسن صاحب لکھنوی متخلص بہ فروغ وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد

مرحبا کیا خوب لکھے واقعات بلگرام	قابل تعریف ہے یہ نظم دلکش اے عدیل
تم بھی سال طبع یہ کہہ دو یہ مصرع اے فروغ	مثنوی دلستان لاجواب ہے عدیل

قطعہ تاریخ عابد مرزا صاحب لکھنوی ریختی گو متخلص بہ بیگم

مثنوی جب عدیل نے لکھی پا کے مجھسے یہ گئیں سے حسن اسکی تاریخ یہ ہی بیگم نے سوچ کے کہہ دی بے مثل مثنوی

نقل چٹھی عالیجناب معلی القاب مظہر برکات مصدر حسنات آنریبل جسٹس مولوی کرامت حسین صاحب سابق جج ہائیکورٹ الہ آباد بنام مصنف۔

جناب والا۔ تسلیم۔ مثنوی دلستان کا دل سے مشکور ہوں۔ ۲ر فروری ۱۹۱۴ء

تقریظ شاعر شیریں مقال ادیب صاحب کمال عالی منزلت والا مرتبت جناب مولوی سید علی حیدر صاحب طباطبائی المتخلص بہ نظم پروفیسر عربی نظام کالج حیدرآباد دکن۔

"مثنوی بلگرام" سے مجھے بہت لطف ملا۔ اس میں انہیں لوگوں کی مدح دیکھنے میں آئی جن کی مدح سے دلخوش ہوتا ہے۔ نصائح بھی وہ ہیں جنکی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے سادات بلگرام کی شجاعت و وقار کا یہ افسانہ کہ مرشدآباد میں سات سو سید تھے۔ نواب کی حمایت میں سب کے سب لڑ بھڑ کر مر گئے۔ بیوہ سیدانیوں کی نتھوں سے دو ٹوکرے بھر گئے۔ ہے تو مختصر مگر درد انگیز ہے۔ سکندر کی ایک زاہد پیر سے ملاقات اور باہم حرف و حکایت نہایت عبرت خیز ہے۔ بخیل کی نقل بہت ہی بامزہ اور سب سے زیادہ عجیب حضرت عیسیٰ کا معجزہ ہے جس پر اہل انجیل رشک کریں تو بجا ہے ایک مقام پر یہ مصرعہ "کی اطاعت خواہشِ ناپاک کی" نہایت بلیغ کہا ہے حکایت دلستان یہ عنوان خالق وبیان لائق رفیع دودماں سید والاشان جناب میر وارث حسین صاحب کی نتائج افکار سے ہیں۔

تقریظ شاعر شیریں بیان مورخ نکتہ داں از نتیجہ فکر گہر سلک جناب مولوی حافظ سید عبدالجلیل صاحب بلگرامی ساکن مارہرہ۔

دلستاں مثنوی عدیل وکیل	چو فرستادہ تحفۂ جلیل
اولاً شکریہ ادا بکنیم ۱۳۳۱ھ	ثانیاً حرف دیگر ائے بزم ۱۳۳۲ھ
غائبانہ مرا نمودی یاد	حق تعالیٰ ترا نماید شاد
تحفۂ خود مرا فرستادہ	موقع شکریہ بمن دادی
بلگرام است اصل ماد شما	گو کہ افتادہ فضل ماد شما

هر دو شاخ زیک شجر هستیم | لیکه فی الوقت زاں بذر جستیم
من و تو هر دو خواجه تاشائیم | گرچه بالفعل دور از آئیم
مثنوی بالتمام من دیدم | گل خوبی و خرمی چیدم
بارک الله خوب تر گفتی | حق بود آنکه تو گهر سفتی
از حکایات موعظت آمیز | در قصص آنکه هست عبرت خیز
خوب و دلچسپ گفتهٔ گفتار | ناصحانه تو رفتهٔ رفتار
غافلاں را نمودهٔ هشیار | عاقلاں را تو دادهٔ تذکار
شد مثل آنکه گر بخانه کس است | بهره تنبیه او اشاره بس است
عامل آن شوند اهل جهان | اجر یابی ز تو درگه منان
بنده شاعر نیم شنو ای دوست | در کلامم نه رنگ هست نه بوست
واقعات ضرور دریه ساده | خالی از عشق و ساغر و باده
گاه گاهے بنظم می آرم | مادر اش نه هیچ بگارم
نه غزل نے قصیده می گویم | من رهِ واقعات می پویم
نه تصنع شعار من باشد | نه تخیل نگار من باشد
بطریق نمونه از خروار | هدیهٔ تو کند حقیر نثار
بنگری حالِ شاعری مرا | نه تکلف بود دراں اصلا
محض تاریخ شد شعار مرا | از تغزل وغیره عار مرا
اختصار ار نوشتم ایں اشعار | بر رسید کتاب هست اشعار
حالیا نظم ختم ساز جلیل | لکن روانه سوئے عدیل وکیل
سال تصنیف و سال هدیه را | شعر اول ملاحظه فرما
نیز تاریخ هدیهات سر دست | در عدیم المثال مثنوی است

۱۳۲۴ھ



اطلاع

یہہ مثنوی بلحاظ اپنے اخلاقی مضامین کے نہایت بے عدیل و دلپذیر ہے خصوصاً لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے اس کا پڑھنا بہت ضرور ہے تاکہ اُن کی اخلاقی حالت پر اس کا عمدہ اثر پڑے۔

حسب ذیل مقامات سے مل سکتی ہے۔

مطبع انوار الاسلام کوٹلہ اکبر جاہ ۔ مکان مولوی سید زوار حسین صاحب وکیل درجۂ اول ملحق مسجد ٹیپو خان محاذی ڈیوڑھی نواب سالار جنگ بہادر۔

مصنف سے خط و کتابت اگر کی جائے تو حسب ذیل پتہ ہے:۔

حسینی محلہ مکان نمبر ۲۸۳۶ ۔ سید وارث حسین صاحب وکیل۔

قیمت ۸ محصول بذمۂ خریدار [illegible]

المشتہر

سید حیدر رضا مینیجر مطبع ۔ ۲۰ ۔ اسفندار ۱۳۲۳ف
کوٹلہ اکبر جاہ حیدر آباد دکن

1914